UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII072018

مسئلہ علم غیب: تفسیر جواہر القرآن اور تفسیر ضیاء القرآن کا تقابلی جائزہ

The Issue of the Knowledge of the Unseen; A Comparative Study in the Light of Tafsīr Jawāhir al Qur'ān and Ziā al Qur'ān

Sami Ullāh
Ph.D Research Scholar, Department of Islāmic Theology, Islāmia College University, Peshāwar, Pakistan
Email: samimarwat2020@gmail.com

Abdul Jalil
Ph.D Research Scholar, Department of Islāmiyāt, University of Peshāwar, Pakistan
Email: jalil123@gmail.com

DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII072018

Abstract:
The study of two renowned Tafasir (commentries) of the Holy Qur'ān namely: Jawāhir-al-Qurā'n and Zia-al-Qurā'n reveals that these interpretations stand parallel to each other as far as certain religious beliefs are concerned. A critical and research based study is required to end the differences once for all. It is crystal clear that there is a difference of opinion regarding certain religious beliefs between the authors of Tafsīr Ziā al-Qur'ān and Tafsīr Jawāhur al-Qur'ān. Both the authors belong to Sunnī School of Thoughts and interestingly both sects, the Deobandī and the Brelvī follow Ḥanafī Fiqh. But in spite of all that there is a difference of opinion regarding certain religious beliefs between them. This thesis deals with the difference of opinion on the question whether the Holy Propht (PBUH) had knowledge of the unseen (Ilm-al-Ghāyb) or not?

Keywords: *Jawahir al Qur'ān, Zia al Qur'ān, Deobandi, Brelvi*

مقدمہ

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت تمام مسلمانوں کے لئے معزز و محترم ہے اور خداوند کریم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ہے، تاہم وقت گزرنے کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و معجزات میں افراط و تفریط سے کام لیا جانے لگا کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے انکار کیا اور یہ کہنے لگا کہ احادیث صرف وقتی ضرورت کے لیے تھیں، جس کے ذریعے صحابہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

کرامؓ کو قرآن کی سمجھانا مقصود تھا لہٰذا اب ان احادیث کی ضرورت باقی نہیں رہی اور بعض نے افراط سے کام لیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خدائی صفات ثابت کرنے کی کوشش کی۔

علم غیب کی تعریف

علامہ ثعالبی علم غیب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کل ماغاب عن العیون و کان محصلًا فی القلوب غیب[۱]

یعنی جو چیز آنکھوں سے غیب ہو اور دل میں اس کا اقرار ہو وہ غیب ہے۔

امام راغب کہتے ہیں:

الغیب استعمل فی کل غائب عن الحاسة وعما یغیب عن علم الانسان بمعنی الغائب.....ویقال لشی غیب وغائب باعتباره بالناس لا بالله تعالی فانه لا یغیب عنه شی[۲]

ترجمہ: غیب ہر اس چیز میں استعمال ہوتا ہے جو حاسہ سے غائب ہو اور اس کے لئے جو انسان کے علم میں چھپا ہوا ہو، غائب کے معنی میں آتا ہے اور کسی چیز کا چھپا ہونا لوگوں کے اعتبار سے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے نہیں کیونکہ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

قرآن مجید میں بھی لفظ غیب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وللہ غیب السموت والارض[۳] یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی غیب۔

علم غیب اور علم بالغیب میں فرق

کسی بھی چیز کو غائب مان کر اس کی تصدیق کرنا علم بالغیب ہے۔ اور اس چیز کی خود کیفیت کیا ہے؟ یہ علم غیب ہے۔ علمِ غیب کی دو اقسام ہیں:

۱۔ ایک وہ جس پر کوئی دلیل قائم ہو۔

۲۔ دوسرا وہ ہے جس پر کوئی دلیل موجود نہ ہو۔

تفسیر روح البیان میں سورہ بقرہ یؤمنون بالغیب کے ماتحت ہے۔

وهو ماغاب عن الحس والقعل غیبة کاملة بحیث لایدرك بواحد منها ابتلًا وبطریق البداهة وهو قسمان قسم لادلیل علیه وهوالذ ارید بقوله سبحانه وعنده مفاتح الغیب لایعلمها الاهو وقسم نصب علیه دلیل کالصانع وصفاته وهو المراد بهنا.

ترجمہ: غیب وہ ہے جو حواس اور عقل سے پورا پورا چھپا ہوا ہو، اس طرح کے کسی ذریعہ سے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

بھی ابتداء کھلم کھلا معلوم نہ ہو سکے۔ غیب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ قسم جس پر کوئی دلیل نہ ہو وہ اس آیت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، دوسری قسم وہ ہے جس پر دلیل قائم ہو جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات۔ یہاں پر یہی دوسری قسم مراد ہے۔

علم غیب کی دوسری تقسیم: ذاتی وعطائی

پیر کرم شاہ الازہری کے کلام سے علم الغیب کی ایک اور قسم معلوم ہوتی ہے۔

۱۔ وہ علم غیب جو قدیم ہو، ذاتی ہو اور غیر متناہی ہو، کسی کا دیا ہوا نہ ہو، بلکہ ذاتی ہو اور جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔ یہ علم غیب اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

۲۔ وہ علم غیب جو حادث ہو یعنی ازل سے ابد تک نہ ہو، عطائی ہو یعنی اس کا ذاتی نہ ہو، بلکہ دیا ہو اور محدود ہو یعنی ایسا نہیں جس کا کوئی حد نہیں بلکہ اس کی ایک انتہا ہے[۴]۔

علم الغیب سے متعلق جواہر القرآن اور ضیاء القرآن کا تقابلی جائزہ

مولانا غلام اللہ خان صاحب جواہر القرآن اور صاحب ضیاء القرآن حضرت مولانا پیر کرم شاہ الازہری دونوں اگرچہ اہل سنت والجماعت میں شمار ہوتے ہیں۔ تاہم ان کے عقائد و نظریات میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ ان عقائد میں سے ایک عقیدہ علم الغیب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الغیب کی صفت حاصل ہے کہ نہیں۔

شیخ القرآن غلام اللہ خان صاحب کا تبصرہ

آپ کہتے ہیں:

> علم غیب اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے، اس میں کوئی اس کا شریک نہیں، اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی زبان سے اس کا اعلان کرایا اور آخر میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے قرآنِ کریم میں بھی اس حقیقت کو واضح کیا ہے۔[۵]

قرآن کریم سے دلائل

آپ کے تفسیر جواہر القرآن کے عمیق مطالعے سے قاری اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ شیخ القرآنؒ نے علم الغیب سے متعلق کوئی گوشہ نشینی اختیار نہیں کی ہے۔ آپؒ نے علم الغیب پر ہر جہت سے بحث کر کے کافی دلائل پیش کیے ہیں مثلاً یہ کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، اس پر آپؒ نے کئی آیات سے استدلال کیا۔ اس کے بعد فرشتوں کو علم غیب نہیں، اس عنوان پر بھی دسیوں آیات کریمہ سے دلائل نقل کی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے علم غیب کی نفی پر آپؒ نے مدلل انداز میں بحث کی ہے اور اس کی تائید میں چوٹی کے مفسرین کے حوالے نقل اور مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات نقل کی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی بڑی شد و مد سے کی ہے اور قرآن آیات سے استدلال کرنے ساتھ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

ساتھ جید مفسرین کے اقوال کے تناظر میں اس پر موضوع پر گفتگو کی ہے۔اس عنوان سے متعلق آپؒ کے چند استدلالات بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ استدلال اول

قُل لاَّ أَقُولُ لَكُمْ عِندِى خَزَآئِنُ اللهِ وَلاَ أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلاَ أَقُولُ لَكُمْ إِنِّى مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلاَّ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَفَلاَ تَتَفَكَّرُونَ(۶)

ترجمہ: تو کیا میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے پاس حکم آتا ہے.

چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف صاف اعلان کرادیا کہ نہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں(۷)۔

۲۔ استدلال دوم

قُل لاَّ أَمْلِكُ لِنَفْسِى نَفْعاً وَلاَ ضَرًّا إِلاَّ مَا شَآءَ اللهُ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لاَسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوٓءُ إِنْ أَنَاْ إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ(۸)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا اور نہ برے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جان لیا کرتا غیب کی بات تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کرلیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی۔

اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی پر ایک واضح دلیل ہے یعنی اگر میں غیب جانتا ہوتا تو دنیا کے تمام منافع حاصل کرلیتا اور تمام نقصانات سے بچ جاتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی(۹)

۳۔ استدلال سوم

آیت کریمہ ہے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّى لاَ يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَآ إِلاَّ هُوَ ثَقُلَتْ فِى السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ لاَ تَأْتِيكُمْ إِلاَّ بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِى عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُونَ(۱۰)

ترجمہ: تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کو کہ کب ہے؟ اس کے قائم ہونے کا وقت تو کہہ اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی کھول دکھائے گا اس کو اس کے وقت پر وہ بھاری بات

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

ہے آسمانوں اور زمینوں میں جب تم پر آئے گی تو بے خبر آئے گی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں کہ گویا تو اس کی تلاش میں لگا ہوا ہے تو کہہ دے اس کی خبر ہے خاص اللہ کے پاس لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

اسی آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

یہاں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کی نفی سات طریقوں سے کی گئی۔

پہلا طریقہ: **انما علمها عند ربی ....**

دوسرا طریقہ: **لايجليها لوقتها الا هو ....**

تیسرا طریقہ: **ثقلت فی السموت الخ ....**

چوتھا طریقہ: **يسئلونك كانك خفی عنها ....**

پانچواں طریقہ: **قل انما علمها عند ربی ....**

اللہ تعالی نے اس علم کو کسی نبی اور ملائکہ پر بھی ظاہر نہیں فرمایا........[۱۱]۔

۴۔ استدلال چہارم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيباً۔[۱۲]

ترجمہ: لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کو تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی کے پاس اور تو کیا جانے شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو۔

اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کلمہ حصر انما کے ساتھ علم قیامت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص کرنے کا حکم دیا گیا[۱۳]۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے مفسر علامہ خازنؒ لکھتے ہیں کہ:

يعنی ان الله تعالیٰ قد استاثر به ولم يطلع عليه نبيا ولا ملكا[۱۳]۔

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم اپنے ساتھ خاص کر لیا ہے اور کسی فرشتے اور نبی کو اس کی اطلاع نہیں دی۔

۵۔ استدلال پنجم

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ. قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ (۱۴)

ترجمہ: اور کہتے ہیں کب ہو گا وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ خبر تو ہے اللہ ہی کے پاس اور میرا کام تو یہی ڈرا دینا ہے کھول کر۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

مشرکین بطور استہزا پوچھتے تھے کہ وہ (قیامت کا یا عذاب کا) وعدہ کب پورا ہو گا؟ اگر تم سچے ہو تو اس کی متعین تاریخ بتاؤ۔ **قل انما العلم عند الله** جواب اللہ کی طرف سے نازل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرما دیجئے اس کے معین وقت کا علم صرف اللہ ہو کو ہے میں تو اس کی خبر دینے والا ہوں میں نے جو خبر دی ہے اور اس کے مطابق اللہ کا عذاب ضرور آئے گا(۱۵)۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ الوسیؒ لکھتے ہیں:

ای العلم بوقته عند الله عزوجل لا یطلع علیه غیر(۱۶) یعنی اس وعدے کے پورا ہونے کا وقت اللہ ہی کو معلوم ہے اس کی ذات کے سوا کسی کو اس کی خبر نہیں۔

احادیث سے استدلال

مولانا غلام اللہ خانؒ کا تعلق دیوبندی مکتبہ فکر سے ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات دو طرح کے ہیں لازم، متعدی، لازم وہ جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جیسا کہ علم الغیب اور حاضر و ناظر وغیرہ اور متعدی وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہونے کے ساتھ مخلوق کو بھی اس کا کچھ حصہ حاصل ہوتا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ عالم ہے مخلوق کو بھی کچھ نہ کچھ علم دیتا ہے اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے مخلوق کو بھی یہ صفت حاصل ہے تاہم مخلوق کی یہ صفت اللہ تعالیٰ کی صفت کی طرح کامل نہیں۔

حدیث نمبر ۱

حدیث جبرائیل علیہ السلام سے استدلال

قال متی الساعة قال ماالمسؤول عنها بأعلم من السائل وسأخبرك عن أشراطها اذا ولدت الأمة ربتها واذا تطاول رعاة الابل فی البنیان فی خمس لا یعلمهن الا الله ثم تلا النبی ان الله عنده علم الساعة الایة ثم أدبر فقال ردوه فلم یروا شیئا فقال هذا جبرائیل جاء یعلم الناس دینهم۔

ترجمہ: اس شخص نے کہا قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا: جس سے یہ بات پوچھی جا رہی ہے۔ وہ خود اس بات کو سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ میں تم کو اس کی بعض علامتیں بتا دیتا

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII072018

ہوں، جب لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے۔ جب سیاہ اونٹوں کے چرواہے اونچی اونچی عمارتیں بنانے لگ جائیں۔ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ **ان الله عنده علم الساعة الاية** اس کے بعد وہ سائل چلا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے واپس لاؤ۔ (جب لوگ اس کے پیچھے گئے) تو انہیں کچھ نظر نہ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔

اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر اس بات کو واضح کیا ہے اے جبرائیل! جس طرح آپ کو اس بارے کا علم نہیں، اسی طرح میں بھی اس سے بے خبر ہوں۔ اس کا علم صرف ایک ذات اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں۔ اس بات سے اس عقیدے کی وضاحت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں جس طرح جبرائیل عالم الغیب نہیں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ایسی ذات کے ساتھ خود کو مساوی قرار نہ دیتے جو عالم الغیب نہیں۔

حدیث نمبر ۲

آپ امام مسلم کی نقل کردہ روایت سے اپنی مدعی کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عن جابرؓ قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول قبل أن یموت بشهر تسئلونی عن الساعة وانما علمها عندالله[۱۷]۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے ایک ماہ پہلے فرماتے ہوئے سنا کہ تم مجھ سے قیامت (قائم ہونے کے معین وقت) کے بارے میں سوال کرتے ہو حالانکہ اس (کے معین وقت) کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔

اس میں بھی واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ **انما علمها عندالله** اس کام میں **انما** لایا گیا جو حصر کا فائدہ دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کسی اور کو نہیں یعنی میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سے عالم الغیب ہونے کی نفی کی ہے۔

حدیث نمبر ۳

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یردن علی ناس من أصحابی الحوض حتی عرفتهم اختلجو ادونی فأقول فیقول لاتدری ما أحد ثوا بعدك[۱۸]

ترجمہ: (قیامت کے دن) میرے ساتھ والوں میں سے کچھ لوگ میرے پاس حوض پر آئیں

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

گے یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچان لوں گا تو انہیں مجھ سے ایک طرف موڑ دیا جائے گا اس پر میں عرض کروں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں تو جواب میں ارشاد ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے دین میں جو بگاڑ پیدا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں۔ اسی حدیث میں جو لاتدری (آپ کو علم نہیں) آیا ہے اس سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مایکون کا علم نہیں اگر ہوتا ہے ان الفاظ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب نہ کیا جاتا کہ آپ نہیں جانتے۔

حدیث نمبر ۴

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

إنما أنا بشر وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ؛ فأَقْضِي لَهُ بِنحْوِ مَا أَسْمَعُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بحَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ[۱۹]

ترجمہ: میں بھی ایک بشر ہی ہوں اور میرے پاس فریق (جھگڑے لے کر) آتے ہیں تو ممکن ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق کی نسبت گفتگو کا عمدہ سلیقہ رکھتا ہوں اور میں (اس کی چرب زبانی اس کو سچا سمجھ کر) اس کے حق میں فیصلہ دے دوں۔ اس لئے جس شخص کو میں کسی مسلمان کا حق دلا دوں (حالانکہ وہ اس کا حق نہیں) تو (اس کا لینا اس کے لئے جائز نہیں) وہ جہنم کی آگ کا ایک ٹکڑا ہو گا۔

اس حدیث مبارک سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اور عالم الغیب نہیں ورنہ اگر وہ غیب کا علم رکھتے تو جھگڑنے والوں کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم کے حق میں اور ظالم کے خلاف فیصلہ دے دیتے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ مجھ سے غلطی ہو جائے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مستقبل کے بارے میں نہیں جانتے۔

حدیث نمبر ۵

مر النبی صلی الله علیه وسلم بتمرة فی الطریق فقال لولا أنی أخاف أن تکون من الصدقة لأ کلتها[۲۰]۔

ترجمہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ میں پڑھی ہوئی کھجور پائی تو فرمایا: اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ کھجور صدقے کی ہے تو میں اسے اٹھا کر کھالیتا۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ مبادا یہ کھجور صدقے کی ہو تو میں اسے اٹھا کر کھالیتا

اس حدیث سے بھی فہم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کے بارے میں نہیں جانتے کیونکہ یہاں خود فرماتے ہیں کہ کھجور کے متعلق مجھے علم نہیں کہ وہ صدقے کا ہے یا نہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ صدقے کا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ صدقے کا نہ ہو۔ تو پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کے بارے میں نہیں جانتے ورنہ کھجور کے متعلق صدقہ یا غیر صدقہ کا فیصلہ کر دیتے۔

علم غیب سے متعلق پیر کرم شاہ الازہری صاحب کا نظریہ

اس عقیدے سے متعلق پیر کرم شاہ الازہریؒ کا نظریہ غلام اللہ خان کے سوچ و فکر سے قدرے مختلف ہے۔ پیر کرم شاہ الازہری مولف تفسیر ضیاء القرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا قائل ہے تاہم وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم الغیب کو عطائی، حادث اور متناہی تسلیم کرتا ہے۔

آپ کے استدلالات قرآن سے

دلیل نمبر ا

وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَآءَ كُلَّهَا..........[۲۱] یعنی اور اللہ نے سکھا دیئے آدم کو تمام اشیاء کے نام

پیر کرم شاہ الازہری اپنی مدعی پر اسی آیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس، عکرمہ، قتادہ اور ابن جبیرؒ نے اس آیت کی تفسیر یوں بیان فرمائی۔ **علمه أسماءجميع الأشياءكلها جليلها وحقيرها**۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چھوٹی بڑی تمام اشیاء کے سب نام سکھا دیئے اور خلافت کے منصب کا تقاضا بھی یہی تھا کہ انہیں ان تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا جاتا۔ جب آدم علیہ السلام کے علم کی یہ کیفیت ہے تو سید بنی آدم خلیفۃ اللہ فی العالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و معارف کا کیا کہنا[۲۲]

دلیل نمبر ۲

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَّا كَانَ اللهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَآ أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَشَآءُ فَآمِنُواْ بِاللهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُواْ وَتَتَّقُواْ فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ.[۲۳]

ترجمہ: نہیں ہے اللہ (کی شان) کہ چھوڑے رکھے مومنوں کو اس حال پر جس پر تم اب ہو

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

جب تک الگ الگ نہ کر دے پلید کو پاک سے اور نہیں ہے اللہ (کی شان) کہ اگاہ کرے تمہیں غیب پر البتہ اللہ (غیب کے علم کے لئے چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے)

اس کی تشریح کرتے ہوئے پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں ک:

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مصطفی کے قلب منور کو علوم غیبیہ سے بھرپور فرمایا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم نہ اللہ تعالیٰ کے علم کی طرح ذاتی ہے نہ غیر متناہی بلکہ وہ محض عطائے الٰہی ہے....[۲۴]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کے قائل ہیں البتہ اتنی بات ہے کہ ذاتی نہیں عطائی علم الغیب کا قائل ہے۔

دلیل نمبر۳

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَأَنزَلَ اللهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا[۲۵]

ترجمہ: اور آتاری ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے۔

اس آیت کی تشریح میں مولفؒ امام ابن جریر کے حوالے سے نقل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم **ما کان وما ہو کائن** عطا فرمایا تھا[۲۶]۔

دلیل نمبر۴

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُل لاَّ يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ والأَرْضِ الْغَيْبَ إِلاَّ اللهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ[۲۷]

ترجمہ: آپ فرمایئے (خود بخود) نہیں جان سکتے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور وہ (یہ بھی) نہیں سمجھتے کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا۔

مذکورہ آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اس لئے حضور پر نور امام الاولین والاخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ کا علم مبارک خداوند کریم کے علم کی طرح قدیم نہیں بلکہ حادث ہے یعنی پہلے نہیں تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

کی تعلیم کرنے سے حاصل ہوا۔ خداوند کریم کے علم کی طرح ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سکھانے سے حاصل ہوا۔ نیز حضور سرور عالم کا علم خداوند کریم کے علم کی طرح غیر متناہی اور غیر محدود نہیں بلکہ متناہی اور محدود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے علم محیط کے ساتھ حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت اتنی بھی نہیں جتنی پانی کے ایک قطرہ کی دنیا کے سمندوروں کو ہے[۲۸]۔

دلیل نمبر ۵

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلاَ يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهِ أَحَدًا۔إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَداً[۲۹]۔

ترجمہ: (اللہ تعالی) غیب کو جاننے والا ہے پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو بجز اس رسول کے جس کو اس نے پسند فرمالیا ہو (غیب کی تعلیم کے لیے) تو مقرر کر دیتا ہے اس رسول کے آگے اور اس کے پیچھے محافظ........

آپ مزید لکھتے ہیں:

یہ بھی بتادیا کہ علم غیب کے دروازے پر ایرے غیرے کے لیے کھلے نہیں بلکہ وہ صرف ان رسولوں کو اس نعمت سے نوازتا ہے جن کو وہ چن لیا کرتا ہے[۳۰]۔

خلاصہ کلام یہ کہ مفسر پیر کرم شاہ الازہریؒ نے حتی المقدور بہت ساری آیات بنیات سے اپنی مدعی کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے تاہم اختصار کے لئے اپنی چند آیات کریمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

پیر کرم شاہ الازہری صاحب کے استدلات، احادیث مبارکہ سے

پیر کرم شاہ الازہریؒ نے جس طرح قرآن مجید کے آیات کریمہ سے اپنے نظریے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے) کو ثابت کرنے کی کوشش کی اس طرح احادیث مبارکہ سے بھی دلائل نقل کرتے جو درج ذیل ہیں۔

حدیث نمبر ۱

انہوں نے اپنے عقیدے کی اثبات میں امام بخاریؒ کے حوالے سے درج ذیل حدیث مبارک کو نقل کیا ہے۔

عن عمرؓ قال: قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما فأخبرنا نحن ببدءالخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأبل النار منازلهم حفظ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

ذلك من حفظه ونسيه من نيسه (۳۱)۔

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرمایا ہوئے اور تخلیق کائنات کی ابتدا سے لے کر اہل جنت کے منازل میں اور اہل دوزخ کے اپنے ٹھکانوں میں داخل ہونے تک کے تمام حالات سے ہمیں خبر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا۔ بھلا دیا اسے جس نے بھلا دیا۔

اس حدیث سے موصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ آپ کو تمام منازلِ دنیا و آخرت کا علم دے دیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۲

امام مسلم کے حوالے سے موصوف نے درجہ ذیل حدیث نقل کیا ہے اور اس سے اپنا نظریہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

قام فینا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما ما تدك شيئا يكون فى مقامه ذلك الى قيام الساعة الاحدث به حفظه ونسيه قد علمه اصحابى هولاءوانه ليكون منه الشى قد نسيته ما راه فاذكره كما يذالرجل وجه الرجل اذا غاب عنه ثم از راه (۳۲)۔

ترجمہ: ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما ہوئے اور قیامت تک ہونے والی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کا ذکر حضور نے نہ فرمایا ہو۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا بھلا دیا اسے جس نے بھلا دیا میرے یہ سارے صاحبہ اس اس کو جانتے ہیں۔ اور ایسا ہوتا ہے۔ کہ کوئی ایسی شے وقوع پذیر ہوتی ہے جس سے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو اس سے دیکھتے ہی دیکھے ہی مجھے یاد آجاتا ہے۔ بالکل اس طرح جیسے تیرا کوئی واقف آدمی کافی عرصہ تجھ سے غائب رہا ہو۔ اور جب تو اس سے دیکھے تو اس سے پہچان لیتا ہے۔

انہوں نے اس حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم الغیب ہونا ثابت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو آگے پیچھے کے تمام علوم بتا دیئے تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم **ماكان وما يكون** جانتے ہیں۔

حدیث نمبر ۳

موصوف رقمطراز ہیں:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رأيت ربي عزوجل في أحسن صورة قال فيم يختصم الملأ الأعلى قلت: أنت أعلم، قال: فوقع كفه بين كتفي فوجدت برده بين ثديي فعلمت مافى السموات والأرض(۳۳)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج میں نے اپنے بزرگ برتر پروردگار کی زیارت کی ہے۔ بڑی حسین اور پیاری صورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی۔ جس کی ٹھنڈک میں نے سینے میں محسوس کی پھر میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں تھا اور زمین میں تھا۔

اس حدیث میں **فعلمت ما فى السموات والأرض** سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ جانتے ہیں کیونکہ کائنات ان آسمانوں اور زمینوں کا نام ہے، جب ان میں موجود تمام چیزوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ سب کچھ جانتے ہیں۔

حدیث نمبر ۴

پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعل أشقى الأولين عاقر ناقة صالح وأشقى الآخرين قاتلك(۳۴)۔

ترجمہ: حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے فرمایا کہ پہلے زمانے کا بدبخت ترین آدمی وہ تھا جس نے صالح کی اونٹنی کو مار ڈالا اور آئندہ زمانہ کا بدبخت ترین آدمی آپ کا قاتل ہے۔

اس حدیث میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بتایا کہ آئندہ زمانے کا بدبخت ترین آدمی آپ کا قاتل ہے۔

اس بات کا تعلق مستقبل (مایکون) سے ہے اور پہلی بات کہ پہلے زمانے کا بدبخت ترین آدمی وہ تھا جس نے صالح کی اونٹنی کو مار ڈالا۔

اس بات کا تعلق ماضی (ماکان) سے ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بتا دیئے تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ماکان مایکون جانتے ہیں۔

حدیث نمبر ۵

پیر صاحب عشرہ مبشرہ سے متعلق اس حدیث سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب ہونے پر

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

استدلال کرتے ہیں۔

أبوبکر فی الجنة وعمر فی الجنة و عثمان فی الجنة وعلی فی الجنة والزبیر فی الجنة و عبدالرحمن بن عوف فی الجنة وسعد بن أبی وقاص فی الجنة وسعدی بن زید فی الجنة وابو عبیده بن الجراح فی الجنة (ترمذی)(۳۵)۔

ترجمہ: حضرت ابو بکرؓ جنت میں ہے اور حضرت عمر فاروقؓ جنت میں ہے اور حضرت عثمانؓ جنت میں ہے اور حضرت علیؓ جنت میں ہے اور زبیرؓ جنت میں اور عبد الرحمن بن عوفؓ جنت ہے اور سعد بن ابی وقاصؓ جنت میں ہے اور سعد بن زیدؓ جنت میں ہے اور ابو عبیدہ بن جراحؓ جنت میں ہے۔

اس حدیث میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد الموت یعنی آخرت کی خبر دی کہ یہ حضرات جنت میں داخل ہوں گے حالانکہ اس بات کا تعلق مایکون سے ہے۔

معلوم ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں۔

صحیحین میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر وذراعا بذراع**(۳۶)۔یعنی تم پہلی امتوں کے نقش قدم پر چلوگے یعنی یہود و نصاری کی طرح افراط و تفریط میں مبتلا ہو جائیں گے۔

مولانا غلام اللہ خان اور پیر کرم شاہ کے اقوال کا تنقیدی جائزہ

مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ کہتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں سے انبیاء کرام علیہم السلام کو منتخب فرمایا۔ پھر تمام انبیاء علیہم السلام کو وہ خوبیاں عطا فرمائیں جو اور کسی کو نہیں دیں۔ اور علم و حکمت میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے ممتاز فرمایا مگر کلی علم غیب جو خاصہ خداوندی ہے اس میں آپ کو شریک نہیں کیا گیا قرآن کی متعدد آیات اس پر صریح نص ہیں(۳۷)۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیخ القرآنؒ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے عالم الغیب ہونے کا قائل نہیں نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور اللہ تعالیٰ نے **ما کان ومایکون** کا کلی علم اور تفصیلی علم نہ اپنے مقرب فرشتوں کو عطا کیا ہے اور نہ اپنے برگزیدہ رسولوں اور نبیوں کو اور نہ اپنے نیک بندوں کو(۳۸)۔

دوسری طرف اگر پیر کرم شاہ صاحب کے نقطہ نظر کو دیکھا جائے تو وہ یہ ہے کہ:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مبارک خداوند کریم کے علم کی طرح قدیم نہیں بلکہ حادث ہے یعنی پہلے نہیں تھا بعد میں اللہ تعالیٰ کے تعلیم حاصل کرنے سے حاصل ہوا۔ خداوند کریم کے علم کی طرح ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سکھانے سے حاصل ہوا۔ نیز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم خداوند کریم کے علم کی طرح غیر متناہی اور غیر محدود نہیں بلکہ متناہی اور محدود ہے[۳۹]۔

اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم الغیب کے متعلق عقیدہ و نظریہ ثابت کرتا ہے تاہم اتنی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حادث، اللہ کا علم قدیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حادث اور اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی و غیر محدود اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم متناہی اور محدود ہے۔

ان دونوں نقطہائے نظر میں واضح اختلاف معلوم ہوتا ہے اور دونوں حضرات نے اپنے اپنے نقطہ نظر کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے تاہم یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دو مخالف اور متضاد رائیوں میں سے ایک ہی رائے حق بجانب ہو سکتا ہے۔

چنانچہ ذیل میں مختلف مفسرین کے اقوال کی روشنی میں پیر کرم شاہ اور مولانا غلام اللہ خان کی آراء کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

مفسرین کرام کی آراء

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُل لاَّ أَقُولُ لَكُمْ عِندِى خَزَآئِنُ اللهِ وَلاَ أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلاَ أَقُولُ لَكُمْ إِنِّى مَلَكٌ۔۔۔[۴۰]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔۔۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین باتوں کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

۱۔ اول یہ میں اللہ کے خزانوں کا مالک و مختار نہیں ہیں۔

۲۔ دوم یہ کہ میں غیب نہیں جانتا۔

۳۔ سوم یہ کہ میں فرشتہ نہیں ہوں۔

اس آیت کے تحت علامہ نسفیؒ فرماتے ہیں کہ غیر اللہ کے لیے علم غیب کا ثبوت عقلاً محال ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

ای لا أدعی ما ستبعد فی العقول أن یکون للبشر من ملك خزائن الله و علم الغیب و دعوی الملکیة(۴۱)

ترجمہ: یعنی میں کوئی ایسا دعوی نہیں کرتا ہوں جو عقلاً بعید ہو مثلاً یہ کہ بشر کے قبضہ میں اللہ کے خزانے یا اس کو علم غیب ہو یا وہ فرشتہ ہو۔

امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں:

إن القوم کانوا یقولون: إن کنت رسولا من عند الله فلا بد أن تخبرنا عما یقع فی المستقبل من المصالح و المضار حتی نستعد لتحصیل تلك المنافع ولدفع تلك المضار فقال تعالیٰ: قل إنی لا أعلم الغیب فکیف تطلبون منی هذه المطالب(۴۱)

ترجمہ: کافر کہتے تھے کہ اگر تم اللہ کے سچے رسول ہو تو ہمیں بتاؤ کہ آئندہ ہمیں کون کون سے فائدے اور نقصانات پہنچنے والے ہیں تاکہ ہم ان فوائد کو حاصل کرنے اور ان تکالیف سے بچنے کے لیے تیار ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیں کہ میں غیب نہیں جانتا، اس لئے تم اس قسم کے مطالبات مجھ سے کیوں کرتے ہو۔

علامہ ابو حیان اندلسی لکھتے ہیں:

والأظهر أنه یرید أنه بشر لا شی عنده من خزائن الله ولا من قدرته ولا یعلم شیئا مما غاب عنه قاله ابن عطیة(۴۲)

ترجمہ: اور زیادہ ظاہر معنی یہ ہیں کہ ان کی مراد یہ ہے کہ وہ بشر میں اللہ کے خزانوں اور اس کی قدرت میں سے ان کے پاس کچھ نہیں اور نہ وہ کسی ایسی بات کو جانتے ہیں جو ان سے پوشیدہ ہو یہ ابن عطیہ کا قول ہے۔

ان تینوں مفسرین کے اقوال کا مفہوم واضح ہے لہذا ان پر مزید تبصرہ توضیح کی ضرورت نہیں قاری ان کا مراد خود سمجھ سکتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہیں:

قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِی نَفْعاً وَلاَ ضَرّاً إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ ----(۴۳)۔

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے نہ کسی کے نفع کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی کے نقصان کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان نہ ملتی۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

آیت مذکورہ کی تفسیر میں سید محمود آلوسیؒ لکھتے ہیں۔

المراد نفی استعمرار علمه الغیب (۴۴) یعنی اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائماً یعنی ہر وقت غیب نہیں جانتے تھے۔

علامہ نسفیؒ لکھتے ہیں:

ان أنا الا عبد أرسلت نذیراً و بشیراً وما من شانی أن أعلم الغیب(۴۵)

ترجمہ: میں تو صرف ایک بندہ ہوں جو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں میری یہ شان نہیں کہ میں غیب جانوں۔

علامہ ابو حیان اندلسیؒ لکھتے ہیں:

لا أملك لنفسی اجتلاب نفع ولا دفع ضر فکیف أملك علم الغیب(۴۶)

ترجمہ: میں تو اپنے لیے نہ کسی نفع کو حاصل کرنے اور نہ کسی تکلیف کو دور کرنے کا اختیار بھی نہیں رکھتا ہوں۔ بھلا علم غیب میرے اختیار میں کہاں۔

یہاں ان تین مفسرین کے اقوال کافی ہیں۔

۳۔ **وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللهِ** (۴۷) یعنی یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے! کہ اس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے۔

اس کی تفسیر میں علامہ خازنؒ لکھتے ہیں:

یعنی **ان الله تعالیٰ قد استاثر به ولم یطلع علیه نبیا ولا ملکا**(۴۸)۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم اپنے ساتھ خاص کر لیا ہے اور کسی فرشتے اور نبی کو اس کی اطلاع نہیں دی۔

صاحب جامع البیان ابن صفی حنفیؒ فرماتے ہیں:

قل انما علمها عندالله لم یطلع علیه احداً(۴۹)

یعنی کہہ دیجیے کہ قیامت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کو خبر نہیں دی۔

قاضی بیضاوی شافعیؒ فرماتے ہیں:

قل انما علمها عندالله لم یطلع علیها ملکا ولانبیا(۵۰) یعنی یہاں بھی مفسرین کرام نے علم قیامت کے غیب کو عطائی طور پر حاصل ہونے کی بھی نفی فرمائی ہے حالانکہ یہ بھی من جملہ غیب میں سے ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَأَنزَلَ اللهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا [۵۱]

ترجمہ: اور آتاری ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت اور سکھادیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے۔

اس کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں کہ:

وعلمك مالم تكن تعلم قال ابن عباس ومقائل أي الشرع [۵۲]

یعنی ابن عباسؓ اور مقاتل کے نزدیک اس سے مراد شریعت ہے۔

خلاصہ بحث

جن آیات کی تفسیر فریقین نے کی تھی۔ ان سے قطع نظر متقدمین کے تفسیری اقوال اور تشریحات سے استفادہ کیا گیا، جن میں امام رازیؒ، سید محمد الوسیؒ علامہ ابوالبرکات النسفی، ابوحیان اندلسی جیسے چوٹی کے مفسرین کا میلان اس طرف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الغیب حاصل نہیں تھا۔ کیونکہ ان کی تفاسیر میں صرف یہی ایک رائے نقل ہوئی ہے، تاہم جن تفاسیر میں اس بات کا ذکر ہے کہ آپ کو ماکان ومایکون کا علم ہے، ان میں صرف یہ ایک رائے نہیں بلکہ ان میں متعلقہ آیت میں چند اقوال ذکر کیے ہوتے ہیں، جن میں سے ایک رائے ماکان ومایکون کا ہوتا ہے لہذا ان میں اقوال میں سے بغیر کسی وجہ ترجیح کے اس رائے کو راجح قرار دینا مناسب نہیں، جب کہ اس کے مقابلے میں دوسری آراء مثلاً شریعت وکتاب موجود ہیں۔ لہذا ان تمام دلائل کی موجودگی میں اس مسئلے میں چوں وچرا کی کوئی گنجائش معلوم نہیں ہوتی چنانچہ یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نبی یا فرشتہ کو علم الغیب حاصل نہیں۔

آخر میں حضرت عائشہ کی فیصلہ کن روایت نقل کی جاتی ہے۔

من حدثك انه يعلم الغيب فقد كذب وهو يقول لايعلم الغيب الا الله [۵۳]

ترجمہ: جو شخص تیرے سامنے بیان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے تو وہ یقینا جھوٹا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ امام الثعالبی (ف ۴۲۷)، فقہ اللغۃ، الباب الاول فی الکتاب الفصل الاول، ص ۲۱، دارالاحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۱۸ھ
۲۔ امام راغب الاصفہانی (ف ۵۰۲ھ)، تفسیر الراغب الاصفہانی، جلد ۱، ص ۹۷، دارالواطن ریاض، ۱۴۲۴ھ
۳۔ سورۃ النحل، آیت نمبر 77
۴۔ پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، جلد ۳، ص ۴۵۸، ضیاء القرآن پبلیکشنز لاہور

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

۵۔ غلام اللہ خان، جواہر التوحید، جلد ا، ص ۳۷، کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی، طبع دوم اپریل ۲۰۰۴

۶۔ سورۃ انعام آیت نمبر ۵۰

۷۔ غلام اللہ خان صاحب، جواہر القرآن، ج ا، ص ۳۱۹، کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی

۸۔ سورۃ اعراف ایت نمبر ۱۸۸

۹۔ غلام اللہ خان، جواہر القرآن، ج ا، ص ۳۹۸

۱۰۔ سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۸۷

۱۱۔ غلام اللہ خان، جواہر القرآن، ۱۷، ص ۳۹۸

۱۲۔ سورۃ احزاب آیت نمبر ۶۳

۱۳۔ علامہ الخازن علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم (ف ۷۴۱ھ)، لباب التاویل فی معانی التنزیل ج ۳، ص ۲۲۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ

۱۴۔ سورۃ ملک آیت نمبر ۲۵، ۲۶

۱۵۔ غلام اللہ خان، جواہر القرآن، ج ۳، ص ۱۲۸۴

۱۶۔ آلوسی، شہاب الدین ابو الفضل (ف ۱۲۷۰ھ)، روح المعانی، ج ۲۹، ص ۲۰، دار الاحیاء الکتب، بیروت ۱۴۰۵ھ

۱۷۔ مولانا غلام اللہ خان صاحب، جواہر التوحید، ص ۲۳۲، کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی، ۱۴۲۵ھ

۱۸۔ البخاری، محمد بن اسماعیل (ف ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، المکتبہ الشفافیۃ بیروت۔ جلد ۲، ص ۹۷۴، سطن

۱۹۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۶۵

۲۰۔ مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری (ف ۲۶۱ھ)، المسند الصحیح مسلم، جلد ا، ص ۳۴۴، دار الاحیاء التراث العربی

۲۱۔ سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۳۱

۲۲۔ پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج ا، ص ۴۷

۲۳۔ سورۃ ال عمران، آیت نمبر ۱۷۹

۲۴۔ پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج ا، ص ۳۰۱

۲۵۔ سورۃ النسائ، آیت نمبر ۱۱۳

۲۶۔ پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج ا، ص ۳۹۰

۲۷۔ سورۃ نمل، آیت نمبر ۶۵

۲۸۔ ضیاء القرآن، ج ۳، ص ۴۵۸

۲۹۔ سورۃ جن، آیت نمبر ۲۶، ۲۷

۳۰۔ پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج ۵، ص ۳۹۶

۳۱۔ پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج ۳، ص ۴۶۰

۳۲۔ پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج ۳، ص ۴۵۹

۳۳۔ پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج ۳، ص ۴۵۸

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1072018

۳۴۔ پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، جلد دوم، ص ۵۱

۳۵۔ پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، جلد دوم، ص ۳۱۶

۳۶۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۸۸

۳۷۔ غلام اللہ خان، جواہر التوحید، ص ۱۵۰

۳۸۔ غلام اللہ خان، جواہر التوحید، ص ۲۲۳

۳۹۔ پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج ۳، ص ۴۵۸

۴۰۔ سورۃ انعام آیت نمبر ۵۰

۴۱۔ النسفی ابو البرکات عبد اللہ بن احمد (ف ۷۱۰ھ)، تفسیر النسفی (مدارک التنزیل حقائق التاویل)، ج ۲، ص ۱۰، دار الکلم الطیب بیروت، ۱۴۱۹ھ

۴۲۔ ابو حیان الاندلسی محمد بن یوسف بن علی (ف ۷۴۵ھ)، البحر المحیط، ج ۲، ص ۱۳۳، دار الفکر بیروت سطن

۴۳۔ سورۃ اعراف نمبر ۱۸۸

۴۴۔ آلوسی، روح المعانی، ج ۹، ص ۱۳۷

۴۵۔ النسفی ابو البرکات عبد اللہ بن احمد (ف ۷۱۰ھ)، تفسیر النسفی (مدارک التنزیل حقائق التاویل)،، ج ۲، ص ۶۸

۴۶۔ ابو حیان، البحر المحیط، ج ۴، ص ۴۳۶

۴۷۔ سورۃ احزاب، آیت نمبر ۶۳

۴۸۔ علامہ خازن، تفسیر خازن، ج ۳، ص ۲۲۸

۴۹۔ محمد بن جریر الطبری (ف ۳۱۰ھ)، جامع البیان فی تاویل القرآن، ص ۳۶۶، موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۰ھ

۵۰۔ البیضاوی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر (ف ۶۸۵ھ)، انوار التنزیل واسرار التاویل. دار احیاء التراث العربی۔ بیروت، ۱۴۱۸ھ

۵۱۔ سورۃ نساء، آیت نمبر ۱۱۳

۵۲۔ ابن الجوزی جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی (ف ۵۹۷ھ)، زاد المسیر فی علم التفسیر، دار الکتاب العربی۔ بیروت، ۱۴۲۲ھ

۵۳۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۹۸

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).